﴿ بہ نگاہ کرم حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : عبدیت مصطفیٰ ﷺ

تصنیف : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

پروف ریڈنگ : مولوی محمد فیضان چشتی القادری

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اوّل : اکتوبر ۲۰۰۴

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 25 روپئے

ملنے کا پتہ : مکتبہ انوار المصطفیٰ

23-2-75/6 مغلپورہ ۔ حیدرآباد (دکن)

Maktaba Anwarul Mustafa

Moghal Pura, Hyderabad - A.P.

Ph: 55712032 - 24477234

☆ مکتبہ اہل سنت و جماعت عقب مسجد چوک حیدرآباد

☆ مکتبہ عظیمیہ پنج محلہ نیوبس اسٹانڈ چارمینار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنْ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیِّدِہٖ اَیِّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجِّدًا　　صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

اشہد ان لاالہ الا اللہ
وحدہٗ لاشریک لہٗ
واشہد ان محمدا
عبدہٗ ورسولہ

فہرست مضامین

وَاَجۡمَلَ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِىۡ

وَاَكۡمَلَ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءِ

خُلِقۡتَ مُبَـرَّءً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ

كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

اے حُسن و جمال کے تاجدار' احمد مختار

آپ سے بڑھ کر کوئی حُسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا

آپ سے بڑا صاحبِ کمال تمام جہاں کی عورتوں کی آغوش میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا

خالقِ حُسن و جمال نے آپ کو ہر عیب سے بَری اور پاک پیدا فرمایا ہے

گویا آپ جس طرح چاہتے تھے خلاق عالم نے آپ کی تخلیق فرمائی۔

(سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الأنبيآء والمرسلين
وعلىٰ آله واصحابه اجمعين ..... أما بعدُ

شانِ عبدیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا' ان میں سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے۔

عربی زبان میں **عبد** کا معنی غلام اور بندہ کے ہیں اور کسی کے **عبد** ہونے کو عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عبد کے معنی ومفہوم کے بارے میں عام لوگوں کے ذہن میں ایک غلط فہمی ہے کہ لفظ **عبد** کا اطلاق صرف انسان پر کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اپنی معنوی وسعت کے اعتبار سے لفظ **عبد** جملہ موجودات کائنات کو محیط ہے کائنات ارضی وسماوی میں موجود ہر چیز بارگاہ رب العزت میں **عبد** کا درجہ رکھتی ہے۔

عبادت کے لائق صرف خالق کائنات کی ذات ہے جب کہ خلقت کے اعتبار سے عالم ارضی اور عالم بالا سے تعلق رکھنے والی ہر چیز جن وانس' ملائکہ حیوانات' نباتات جمادات شجر وحجر غرض کہ کائنات بسیط کے ہر ہر گوشے میں پائی جانے والی ہر چیز اپنے خالق و مالک کے ساتھ رشتہ بندگی میں منسلک ہے۔

'**عبد**' کے معنی عابد بھی ہوتے ہیں اور غلام وخادم کے بھی ہوتے ہیں جب **عبد** کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جائے گا تو '**عبد**' کے معنی عابد ہوں گے

اور جب غیر اللہ کی طرف نسبت ہوگی تو معنی ہوں گے خادم وغلام ۔۔ لہٰذا عبدالنبی کے معنی نبی کا غلام قرآن کریم فرماتا ہے: حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ﴾ فرمادو (یعنی اپنی اُمت سے فرمادو) اے میرے بندو ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا﴾ (الزمر/۵۳)

تم فرماؤ کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید و مایوس نہ ہو ۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

اس آیت میں ﴿یٰعِبَادِیَ﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے بندے ہیں یعنی غلام اور خادم کے معنوں میں بندے کہا گیا ۔ اب اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے محبوب فرمادو کہ اے میرے غلامو! ۔

اب اس خطاب سے کفار خود بخود نکل گئے کیونکہ حضور ﷺ کے غلام اور خدام تو مسلمان ہی ہیں ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے 'ازالة الخفاء' میں حدیث نقل کی ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرمایا **کنت عبده وخادمه** میں حضور ﷺ کا بندہ اور خادم ہوں ۔

صحابہ کرام نے بھی بارہا فرمایا کہ **کنت اناعبده وخادمه** میں حضور ﷺ کا عبد اور خادم ہوں ۔ (دیکھیں ہماری کتاب 'حقیقت شرک')

خالق کے ساتھ رشتہ بندگی کے استوار کرنے کو مقام عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ارشادِ قرآنی کے مطابق آسمانوں اور زمین ہر ایک کو اس کے مقامِ عبدیت سے روشناس اور آگاہ کر دیا گیا ہے اور کائنات کی ہر چیز اور وجود اپنے معبود حقیقی کے حضور تسبیح وتہلیل وعبادت میں مصروف ہے۔ ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم ۱۹:۹۳) آسمانوں اور زمین جو کوئی بھی (آباد) ہیں (خواہ فرشتے ہیں یا (جن وانس) وہ اللہ تعالیٰ کے حضور محض بندہ کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔

کائنات ارضی وسماوی میں پائی جانے والی ہر نوع کو مخلوق اپنے مقام کی مناسبت سے درجہ عبدیت پر فائز ہے۔

کفار و مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس غلط عقیدے کا بطلان بڑے واضح لفظوں میں کیا ہے ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ (الانبیاء ۲۱:۲٦) بلکہ وہ (اللہ تعالیٰ کے) معزز بندے ہیں۔

حقیقت مقام عبدیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بغایت درجہ عاجزی فروتنی بے مائیگی اور کمال تذلل کا نام بندگی ہے اور مقام عبدیت اس احساس سے بدرجہ اتم سرشار ہونا ہے بندہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرط عجز و نیاز سے جھکتا چلا جاتا ہے تو اس کا جوہر زندگی کھلنے لگتا ہے اور وہ مقام عبدیت میں پختہ سے پختہ تر ہوتا جاتا ہے جب بندہ خود کو عاجز بے بس قصور وار و خطا کار سمجھ کر انفعال

وندامت کی کیفیت میں ڈوب جاتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتے ہی اس کے قلب و باطن میں عبدیت کا نور بھر دیا جاتا ہے اور انوار الٰہیہ اس کی باطنی کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس کی جبین بندگی جس قدر فرط وعجز وانکساری سے خالق کائنات کے حضور خم ہوتی ہے اس کا مقام عبدیت نئی بلندیوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہونے لگتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: **وما تواضع احد لله رفعه الله** (مسلم شریف) جو کوئی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم خدا کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں اور مخلوق خداوندی کو حقیر وادنیٰ سمجھتے ہیں؟ کیا اس غرور 'عونیت پر مبنی طرز عمل اپنا کر ہم اس حقیقت سے ناآشنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم کتنے گر چکے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ ذلیل وخوار ہو رہے ہیں بارگاہ خداوندی میں حقیقی عزت اس کی بارگاہ بے ہمتا کے آگے جھکنے اور بندگان خدا سے تواضع خاکساری اور عجز وانکسار کا انداز اختیار کئے رکھنے میں مضمر ہے۔ جو درخت جتنا ثمر دار ہوتا ہے وہ اتنا ہی جھکا ہوا ہوتا ہے۔ (دیکھیں ہماری کتاب 'اللہ تعالیٰ کی کبریائی')

عبد کی اقسام

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی عبد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئے عبد ہے عبد کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

عبد رقیق: اس سے مراد وہ مملوک غلام ہے جو پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ اوراس کی ملک میں ہو۔ عام مومنین خواہ عاصی ہوں یا مطیع سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلہ عبد رقیق کے ہیں (دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے سب افراد عبد رقیق کا درجہ رکھتے ہیں)

عبد آبق: اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے دور چلا گیا ہو تمام کفار' مشرکین' منافقین اور بدمذہب اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

عبد ماذون: عبد ماذون وہ غلام ہے جو مالک کی ملک اوراس کے قبضہ میں ہے اوراس کی قابلیت صلاحیت' استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار کا اسے مختار و ماذون بنادیا ہو اوراسے اس بات کا اذن دے دیا ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز اور ممکن تصرف کرے۔ اس غلام کا بیچنا' خریدنا' لینا دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیچنا' خریدنا' لینا دینا تصور ہوگا۔

('معراج النبی ﷺ'۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ)

اللہ تعالیٰ کے محبوبین ومقربین بمزلہ عبد ماذون کے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کے قرب کے مطابق ماذونیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ عبد ماذون مختلف درجات طے کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے حضور ﷺ ماذونیت

کے بلندترین مقام پر ہیں اور آپ ﷺ ہی کی عبدیت معراج سے سرفراز ہوئی۔ ساری کائنات میں رسول اللہ ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾ (بقرہ/۲۵۵) وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

حضور ﷺ قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں اذن پاکر شفاعت فرمائیں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا اٹھ کر شفاعت کرنے لگے گا بلکہ اس روز وہی شفاعت فرمانے کی جرأت کرے گا جسے بارگاہ رب العزت سے اس کا اذن شفاعت (اجازت شفاعت) مل چکا ہوگا جیسے انبیاء اولیاء صالحین۔ وغیرہ۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اور اذن کے ساتھ عین توحید لہذا یہ عقیدہ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کرسکتا ہے شرک ہے اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ اذن الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا اصل معیار ہے۔

اب اگر کوئی اولیاء اللہ کو باذن اللہ حاجت روا کہے تو شرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر انسان سانس تک نہیں لے سکتا اور نہ ہی پلک جھپکا سکتا ہے ہونٹ بھی نہیں ہلا سکتا ہے اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر یہ امور انجام دے سکتا ہے تو بلاشبہ وہ مشرک ہوجائے گا۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (النساء/۶۴) اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالی کے حکم سے۔

﴿مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء/۴/۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا

﴿وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ۙ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ يُّوۡحٰى﴾ (النجم ۵۳/۳ ، ۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۔ وہ تو نہیں مگر وحی' جو انھیں کی جاتی ہے (یعنی ہمارے نبی اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں فرماتے ۔ جو کچھ فرماتے ہیں وہ رب کی وحی ہوتی ہے)۔

﴿وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (الانفال ۸/۱۷) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی' تم نے نہ پھینکی تھی' بلکہ اللہ تعالی نے پھینکی۔

﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا﴾ (الفتح ۴۸/۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں' وہ تو اللہ تعالی ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا' اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالی سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالی اسے بڑا ثواب دے گا۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (الاعراف)
اور اللہ کا رسول ان کے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام فرماتا ہے۔

﴿اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ میں تمہارے رب کا رسول ہوں آیا ہوں تاکہ تم کو ستھرا بیٹا دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **انما انا قاسم والله يعطى** (صحیح بخاری) بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے حضور ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ حضور ﷺ کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے، حضور ﷺ کا بیچنا اللہ تعالیٰ کا بیچنا ہے، حضور ﷺ کا خریدنا اللہ تعالیٰ کا خریدنا ہے، حضور ﷺ کا دینا اور حضور ﷺ کا لینا اللہ تعالیٰ کا لینا ہے۔ مقرب الٰہی ہونے کی بنا پر عبد ماذون مقام محبوبیت پر فائز ہے ایک عام انسان اور عبد ماذون میں یہ بنیادی فرق ہوتا ہے کہ عام انسان نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر بغاوت اور سرکشی کی راہ پر چل نکلتا ہے اور ایسے کو قرب خداوندی سے محروم کر دیا جاتا ہے جب کہ عبد ماذون اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کی بنا پر بے پایاں انعامات ونوازشات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ عبد ماذون عالم رنگ وبو کی رعنائیوں اور دلکشیوں میں کھو کر نہیں رہ جاتا بلکہ اس کا مدعا اور انتہائے مقصود محبوب حقیقی کی رضا اور خوشنودی ہوتا ہے جس کے حصول کے پیش نظر وہ قدم قدم پر بچھے ہوئے

رنگینیوں اور دلکشیوں سے سالم و محفوظ گزر جاتا ہے۔ اس کی تمام تر زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہوتی ہے جس کے صلے میں وہ بندگی میں اتنا پختہ اور یگانہ ہوجاتا ہے کہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ مشیت ایزدی کا ترجمان ہوتا ہے۔
حدیث قدسی ہے (اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر) فرماتا ہے۔

جب بندہ (فرائض کی تکمیل کے بعد) نوافل کی کثرت سے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرلیتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی صفت سمع 'بصر اور قدرت کے انوار بندے کی سمع بصر اور قدرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس طرح یہ مقرب بندہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی یہ بندہ اللہ تعالےٰ کے نور سمع سے سنتا ہے اسی کے نور بصر سے دیکھتا ہے اور اسی کے نور قدرت سے تصرف کرتا ہے۔

یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفات خداوندی کا مظہر ہوجائے۔ جب اللہ تعالےٰ کی صفت سمع کی تجلیاں اس کی سمع میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کیوں کر نہ سن لے گا۔ یہ اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی تجلی کا ظل ہے عکس ہے اور پرتو ہے۔ پرتو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ 'سطعات' میں تحریر فرماتے ہیں: اہل ولایت ایک صفت سے دوسری صفت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں

جیسے کہ برف کے نیچے آگ جلائی گئی یہاں تک کہ برف پگھل کر پانی بن گئی۔ اس کے بعد آگ جلتی رہی۔ یہاں تک کہ پانی کی ٹھنڈک ختم ہوگئی اور اس میں فتور آ گیا۔ اس کے بعد بھی آگ جلنے کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ پانی گرم ہوگیا۔ آگ پھر بھی جلتی رہی یہاں تک کہ وہ پانی ان خصوصیات کا حامل بن گیا جو آگ میں ہیں' مثلاً کسی چیز کو پکاڈالنا یا انسان کے بدن پر آبلہ ڈال دینا۔ ان تمام تبدیلیوں نے (اس پانی کو) پانی ہونے کی حقیقت سے نہیں نکالا (یعنی آگ کی خاصیتوں کے پیدا ہوجانے کے باوجود وہ گرم پانی' پانی ہی رہا' آگ نہیں بنا) البتہ یہ ضرور ہے کہ پانی کی حقیقت' آگ کی حقیقت کے قریب تر ہوگئی۔ اسی طرح صوفیائے کرام کی فنا و بقا (فانی فی اللہ و باقی باللہ) ان کو انسانی حقیقت سے خارج نہیں کرتی بلکہ اس نے انہیں انسانیت کے ان اوصاف سے دور کردیا جو حیوانات (جانوروں اور درندوں) کے مماثل تھے اور (انسانیت کے اُن اوصاف) کے قریب کردیا جو ملائکہ اور ان کے بعد عالم جبروت سے مناسبت رکھنے والے ہیں (سطعات۔ اردو ترجمہ مولانا سید محمد متین ہاشمی)

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام عبدیت

مقام عبدیت تمام مقامات میں اعلیٰ و بالا ہے اور بلاشبہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس صفت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں کامل ترین اور سب پر فائق ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا

اُن میں سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے حضور ﷺ اسلئے افضل مخلوقات اوراشرف کائنات ہیں ۔حضور ﷺ کا مثل ازل سے ابد تک کائنات کی سب مخلوق میں کوئی نہیں ہے آپ ﷺ ایسے مہتمم بالشان اور کمال کی انتہاؤں کو چھونے والے مقام عبدیت کے حامل ہیں جو انتہائی نیاز مندی ' فروتنی اوراحساس بندگی سے عبارت ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی امتی ایسے خیالات کو حضور ﷺ کے بارے میں اپنے گوشہ دل میں جگہ دے جو آپ ﷺ اپنے اظہار عبدیت کے طور پر زبان مبارک پر لاتے تھے تو وہ اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام بندگی اس انتہا درجے کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ ﷺ عبادت میں ساری رات گریہ کی وہ کیفیت طاری ہوتی کہ آپ ﷺ کا رواں رواں کانپنے لگتا۔ایک دفعہ اسی کیفیت کا غلبہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے توسط سے اپنے محبوب کے پاس یہ پیغام بھیجا۔
﴿طٰهٰ ' مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى﴾ (طٰہٰ/۲) (اے محبوب مکرم)ہم نے تم پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ تم مشقت میں پڑ جائیں۔

یہ تو محبّ کا اپنے محبوب سے اظہار محبت کا معاملہ تھا۔مگر حضور ﷺ کا شغف عبادت اس کمال درجے کا تھا کہ بارگاہ صمدیت میں دعا مانگتے کہ مولیٰ مجھے اپنی یاد میں رونے والی آنکھیں اور محبت میں مگن رہنے والا دل عطا فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے کثرت گریہ کو دیکھ کر عرض پرداز ہوتے کہ: آقا آپ ﷺ تو محبوب خدا ہیں اور آپ ﷺ کی ذات تو وہ ہے جس

کے دامن میں گناہ گار امتیوں کو بھی مژدہ مغفرت عطا ہوتا ہے پھر آپ ﷺ کے اضطراب اور کثرت گریہ کا سبب کیا ہے؟

حضور سید المعصومین ﷺ احساس عبدیت سے سرشار ہو کر فرماتے **'افلا اکون عبداً شکوراً'** کیا میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں (صحیح البخاری)

حضور نبی کریم ﷺ بندگی کے بلند ترین مقام پر نظر آتے ہیں عبادت گزاری خشوع وخضوع عاجزی اور تضرع وزاری میں جو درجہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہے عالم زیریں وبالا میں موجود کوئی عام مخلوق اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ گویا آپ ﷺ کی عبدیت پر خود عبدیت کو ناز ہے عبدیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو کر حضور ﷺ کثرت عبادات اور مجاہدے میں اس قدر منہمک اور مشغول رہتے تھے کہ کوئی مخلوق اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ طویل قیام اللیل کے دوران قدوم مبارکہ کا متوارم ہو جانا' تبلیغ ودعوت دین اور جہاد کے میدان میں دشمنوں کے ہاتھوں جسم اقدس کا لہولہان ہو جانا' فاقہ کشی کرنا پے در پے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا' غاروں میں جا کر رونا اور کثرت گریہ وزاری سے ریش مبارک کا آنسوؤں سے تر ہو جانا' حضور ﷺ کے کمال عبدیت کی آئینہ دار ہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان عبدیت کی دلیل ہے۔

حضور ﷺ کی شان عبدیت اس درجہ کی ہے کہ ساری ساری رات بارگاہ صمدیت میں کھڑے ہو کر مصروف عبادت رہنے کے باوجود عرض پرداز ہوتے ہیں کہ:

ماعبدتك حق عبادتك (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا!

اس مقام عبدیت پر فائز ہوکر جہاں آپ ﷺ کے نعلین پاک سے عرفا وصلحا کو معرفت عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت جو حضور ﷺ کو حاصل ہے وہ صرف آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہے اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں : **ما عرفنك حق معرفتك** (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکا !

جب حضور ﷺ عبدیت کے تقاضوں کو کما حقہ بجالانے کے لئے بارگاہ خداوندی میں مصروف عبادت ہوتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساعتیں پھیل کر دامن قیامت تک دراز ہوجائیں لیکن باری تعالیٰ کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کرے۔

یہ نکتہ محبت ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ روح اسلام اور معرفت دین سے بے بہرہ نام نہاد بدعقیدہ بد باطن مبلغین اکثر وبیشتر اس نکتہ محبت کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور وہ دین اسلام کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو خشک اور جذبہ محبت سے عاری ہوتی ہے۔

مقصد تخلیق، اظہار عبدیت

حضور ﷺ چونکہ کمال عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے حضور ﷺ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص وکمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر

خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر آپ کو ''عبد'' ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس مقام کے امام یعنی اس وصف خاص میں سب پر فائق ہیں۔

قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنے مقصد کے لحاظ سے کامل یا ناقص سمجھی جاتی ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اس کے پیدا کرنے والے نے عبدیت اور عبادت بتایا ہے اس لئے سب سے افضل و اشرف انسان وہی ہوگا جو اس مقصد میں سب سے اکمل و فائق ہو۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات/ ۵۷)

اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے **وماخلقت الجن والانس الا لامرھم بالعبادہ** یعنی اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں انھیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔

انسان کو عقل وفہم اعتبار واختیار کی جو نعمتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی جبین نیاز اسی ذات کے سامنے جھکائے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اپنے گوناگوں احسانات سے اسے مالامال فرمایا۔

اب اگر وہ کسی اور کی عبادت کرنے لگے جو نہ اس کا خالق ہے اور نہ اس کا پروردگار ہے۔ یا اگر کوئی بالکل الحادو دہریت کا راستہ اختیار کر لے تو گویا وہ

اپنی فطرت سے جنگ آزما ہے اور اپنی طبع سلیم کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان عبدیت فرما رہا ہے' ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۙ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الزمر/۱۲) فرمایئے ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصاً لَّهٗ دِیْنِیْ﴾ (الزمر/۱۴) فرمایئے اللہ تعالیٰ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین کو۔

راہ حق میں ثابت قدم رہنے اور شمع توحید کو روشن رکھنے کی تاکید میں صرف تمہیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین وآخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔

حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا کون ہے؟

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے گزرا غار حرا کی خلوت ہو یا حرم کعبہ کی جلوت حضور نبی کریم ﷺ نے ہر مقام پر اپنے مالک حقیقی کا نام لے لے کر ذروں کو بھی گوہر آفتاب بنا دیا۔

ذرا غور کیجئے اس بات میں کہ وہ رسول ﷺ جو دن رات اپنے رب کے

نغمات لاہوتی کے ساتھ مکہ کی ہواؤں فضاؤں کو معطر و معنبر کر رہے ہوں ان سے بڑھ کر کوئی رب تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے؟۔

کیا حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی توحید کو جان سکتا ہے۔نہیں انہیں!! اللہ تعالیٰ کی معرفت پانے کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا مگر یہ عبد کامل ﷺ جب دنیا سے لاتعلق ہو کر ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (المزمل/۸) (اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو) کا پیکر بن کر رات رب تعالیٰ کے حضور قیام و سجود میں رب تعالیٰ کو رو رو کر اپنے دکھڑے سنا رہے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے مولا! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ اللہ۔ اتنا عجز اتنا انکسار کہ انسانیت اور عبدیت کے نکتہ کمال پر پہنچ کر بھی کہتے ہے کہ اے مولا! میں تیری بندگی کا بھی حق ادا نہیں کر سکا!

ادھر محبوب حق بندگی ادا کر رہا ہے تو ان کا رب حق ربوبیت ادا کر رہا ہے کہ اے محبوب تو نے میرے نام کے نعرے لگا لگا کر مکہ کے گلی کوچہ اس کی فضاؤں اور ہواؤں کو منور کر دیا اب تیری بندگی کا تقاضا ہے کہ تجھے ایسے مقام پر فائز کر دیا جائے جس کے آگے محبوبیت کا کوئی مقام نہیں۔ تیری محبت کا تقاضا ہے کہ تجھے وہ مقام دیا جائے اور وہ نام دیا جائے کہ نام لینے والوں کی نگاہیں فرط عقیدت سے جھک جائیں۔۔لہذا ہم نے تجھے **احمد الحامدین** بنایا۔ **احمد** کا معنیٰ ہے **احمد الحامدین لربه** : تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ

محمد بھی ہے۔ **فالمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة** یعنی جس کی بار بار حمد کی جارہی ہو وہ محمد ہے۔ نہ اپنے رب کی حمد وثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثیل ہے' کوئی فرشتہ' کوئی رسول' کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبدِ محبوب کی ہورہی ہے اور ہوتی رہے گی' کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن وانس اس کے ثناخوان ہیں' حُور و ملک اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرمارہا ہے۔ صرف اس فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عالمِ آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شانِ محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دستِ مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔

رحمت عالم ﷺ کی شان عبدیت

سید دوعالم ﷺ دنیا میں شان رسالت کے ساتھ تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شب معراج کو شانِ عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں رحمت ہی رحمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بات میں حکمت ہی حکمت ہے۔ رسول کی رات میں رفعت ہی رفعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں برکت ہی برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی گفتار

میں راحت ہی راحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رفتار میں شوکت ہی شوکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کردار میں حرمت ہی حرمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے افکار میں رافت ہی رافت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی توہین میں ذلت ہی ذلت ہے۔ رسول کے عناد میں زحمت ہی زحمت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں نصرت ہی نصرت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل نہ کرنے میں ظلمت ہی ظلمت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ بندۂ اعلیٰ اور رسول اکمل ہیں جن کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت چمکی اور جن کی رسالت رب تعالیٰ کی الوہیت کا مظہر اتم ہے۔

حضور ﷺ کا مقام بندگی

حضور ﷺ کی بندگی اور دوسروں کی بندگی میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اور بندوں کو اس پر ناز ہے کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ رب کائنات کو اس پر ناز ہے کہ میرے بندے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ﴾ (التوبہ۹/۳۳ ، الصف۶۱/۹)

وہی (قادر مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر، اگرچہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مشرکوں کو۔

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ﴾ (الفتح ۴۸/۲۸)

وہی (قادر مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسُول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر' اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اور بندے رب تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ ﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾ (الضحیٰ/۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں۔

اور بندے کشتی اسلام میں پار لگنے کو سوار ہوئے۔ حضور ﷺ کشتی پار لگانے کو جیسے جہاز کے مسافر اور کپتان کہ جہاز مسافروں کو پار لگاتا ہے اور کپتان جہاز کوُ اس لئے مسافر کرایہ دے کر جہاز میں بیٹھتے ہیں اور کپتان تنخواہ لے کر۔ سواری ایک ہے مگر سواروں کی نوعیت میں فرق ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے نماز کلمہ پڑھنے حج وتلاوت قرآن کرنے سے یہ نہ سمجھو کہ حضور ﷺ ہماری ہی طرح عام بشر ہیں۔۔ ان اعمال سے ہماری عزت ہے اور حضور ﷺ کے اعمال کرنے کی وجہ سے درس اعمال ملتا ہے۔ عزت افزائی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کو فخر ہے کہ حضور ﷺ نے ان اداؤں سے رب کی عبادت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے مصداق بلندی اور رفعت کے اس مقام پر نظر آتے ہیں کہ کائنات کی تمام عظمتیں اور رفعتیں ایک ہی

نقطے پر مرتکز ہوگئی ہیں جو سید المرسلین ﷺ کے مقام محبوبیت کا آئینہ دار ہے۔ جس میں ازل سے ابد تک کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عبدیت کے پہلو پر کوتاہ نظر بہک گئے۔ اور اپنی نام نہاد علمیت کی رو میں بہہ کر حضور ﷺ کی وسعت علم کو موضوع بحث بنالیا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ وہ نادان اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ حضور ﷺ کی انتہا تک پہنچی عبادت گذاری محویت واستغراق تضرع اور حد سے بڑھی ہوئی گریہ زاری آپ کی عبدیت کا وہ رخ ہے جس پر آپ اللہ تعالی کے سراپا شکر وسپاس بندے نظر آتے ہیں لیکن آپ کا حقیقی مقام وہ ہے جس میں آپ محبوب رب العلمین کی حیثیت سے انتہائی ارفع واعلیٰ مقام پر متمکن ہیں حضور ﷺ کے اس مقام محبوبیت پر یہ حدیث قدسی دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **لولاك لما خلقت الافلاك** (کشف الخفاء) اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مقام عبدیت اور مقام محبوبیت کی تفہیم ہم سے اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی مقام کو جو کہ مظہریت حق کا آئینہ دار ہے نظروں میں رکھیں اور آپ کی شان میں تخفیف کا مرتکب ہوکر اپنے ایمان کو کمزور اور مضمحل نہ بنائیں۔ یہ بات ذہن نشین کرلی جائے حضور ﷺ عبد کامل ہونے کے ناطے اللہ تعالی کے محبوب ہیں۔

حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اوّلیت

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ (سارے کفار سے یا سارے انسانوں سے یا ساری جن وانس سے یا ساری مخلوق سے) فرمادیں
۔

﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ﴾ (الانعام/۱۴) فرمایئے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہوجاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا۔

جس دین کی دعوت دینے کے لئے حضور ﷺ مبعوث ہوئے تھے اُس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی حضور ﷺ ہی تھے اس لئے فرمایا کہ تمام اُمت سے پہلے مجھے اپنے رب کی وحدانیت اور الوہیت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صاحب روح المعانی کا ایک روح پرور اور ایمان افروز اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں: **فاول روح رکضت فی میدان الخضوع والانقیاد والمحبة روح نبینا ﷺ وقد اسلم نفسه لمولاه بلاواسطة وکل اخوانه الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح انما اسلموا نفوسهم بواسطته علیه الصلوٰة والسلام فهو ﷺ المرسل الی الانبیاء والمرسلین علیهم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح وکلهم امة** (روح المعانی)

عاجزی فرماں برداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جو روح سجدہ ریز ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک تھی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ

نے بلا واسطہ اپنے مولائے کریم کے سامنے سر عبودیت جھکایا۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور ﷺ کے واسطہ سے' پس حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء ورسل کے بھی رسول ہیں اور سب حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

یہاں امر سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو حضور انور ﷺ کو یہاں دنیا میں تشریف لانے پر دیا گیا اور اول سے مراد اضافی اول ہے اور معنی یہ ہیں کہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں اپنی امت میں سے سب سے پہلا مسلم مومن اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوں اور لوگ مجھے دیکھ کر مسلم مومن مطیع بنیں۔ عام مفسرین نے یہ ہی معنی کئے ہیں اس صورت میں امر سے مراد حکم قرآنی نہیں بلکہ وہ حکم الٰہی مراد ہے جو حضور ﷺ کے دل میں بچپن ہی میں القاء کیا گیا کیونکہ قرآن کریم کی کسی آیت میں حضور ﷺ کو ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ نیز حضور انور ﷺ تو نزول قرآن سے پہلے ہی مومن عارف باللہ ہیں ظہور نبوت سے پہلے شجر وحجر حضور ﷺ کی نبوت کو گواہی دیتے تھے قرآن کریم کی پہلی آیت غار حرا میں جہاں حضور ﷺ چھ ماہ سے عبادت وریاضت کر رہے تھے لہذا یہ حکم وہ ہے جس کا القاء حضور ﷺ کے قلب میں کیا گیا فقیر کے نزدیک امر سے مراد وہ ہے جو ساری مخلوق کی پیدائش سے پہلے نور محمدی ﷺ کو دیا گیا کہ حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے۔ **اول ماخلق اللہ نوری** اس نور نے ہزار ہا سال رب تعالیٰ کی عبادت کی اس عرصہ میں ایک ہی عابد تھا۔۔ وہ نور محمدی ﷺ ۔۔ یا امر سے وہ امر ہے جو میثاق کے دن روح محمدی کو دیا گیا کہ

رب نے فرمایا ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ سب سے پہلے حضور ﷺ کی روح نے ﴿بَلٰی﴾ کہا' حضور ﷺ سے سُن کر اور روحوں نے ﴿بَلٰی﴾ کہا ان دونوں صورتوں میں اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے غرضکہ یہاں ﴿امرت﴾ میں چار احتمال ہیں: (۱) مجھے قرآن میں حکم دیا گیا (۲) مجھے دنیا میں آتے ہی حکم دیا گیا بطور الہام (۳) مجھے عالم ارواح میں حکم دیا گیا میثاق کے دن (۴) مجھے تمام مخلوق سے پہلے حکم دیا گیا۔

اولیت میں بھی تین احتمال ہیں : (۱) اس زمانہ میں اپنی امت سے پہلے (۲) میثاق کے دن تمام ارواح انسانی سے پہلے (۳) حقیقۃً ساری مخلوق سے پہلے جب صرف میں ہی عابد تھا کروڑوں سال صرف میں نے بہ حکم الٰہی عبادت کی۔ یہ آخری تفسیر قوی ہے یعنی مجھے رب تعالیٰ نے بلاواسطہ اس وقت حکم دیا تھا کہ میں ساری مخلوق میں پہلا مومن پہلا مسلم پہلا مطیع ہوں تمام مخلوق فرشتے انبیاء و اولیاء مجھے دیکھ کر مجھ سے سیکھ کر مومن و مسلم بنے یہ تفسیر بہت دل نشین ہے (تفسیر نعیمی)

حضور ﷺ ہی اول المسلمین ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی زبانی اعلان فرمارہا ہے کہ اے محبوب اپنے اعمال کے متعلق یہ اعلان فرمادو کہ میں ایسی صاف ستھری زندگی والا بنایا گیا ہوں کہ میری ہر قسم کی نماز ہر طرح کی قربانی حتیٰ کہ میری زندگی میری

موت دنیا کے لئے یا اپنے نفس کے لئے نہیں ہے یا صرف جنت حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ رب العالمین کے لئے ہے کہ میری ہر ادا اس کیلئے ہے کہ رب تعالی راضی ہو جائے۔ میری اس زندگی وموت نماز وعبادت میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں صرف اللہ تعالی کے لئے میرا سب کچھ ہے۔ مجھے فطری طور پر اول سے ہی اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں ساری مخلوق الٰہی میں پہلا رب کا مطیع وفرمانبردار ہوں سارے مطیع وفرمانبرداروں نے مجھ سے اللہ تعالی کی فرمانبرداری سیکھی ہے۔ حضور ﷺ ہی ساری مخلوق میں اول المسلمین ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ﴾ (البقرۃ) سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔۔اور فرمان عالی ہے ﴿وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (ال عمران/۸۳) اور اُسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔۔اور فرماتا ہے ﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ (والصّٰفّٰت/۱۰۳)) تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی۔۔ان سب میں مسلم بمعنی مطیع فرمانبردار ہے۔حضور ﷺ اول خلق، اول عابد، اول مطیع ہیں۔۔عمارت کی بنیاد یعنی پہلی اینٹ پر ہی ساری عمارت موقوف ہے۔ حضور ﷺ اول خلق ہیں تو ساری مخلوق آپ کے دم سے وابستہ ہے۔ اگر حضور ﷺ نہ رہیں تو خلق نہ رہے پھر اول عابد کو سارے عابدین کے برابر بلکہ سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے تمام مخلوق کی عبادت کا مجموعی ثواب حضور ﷺ کو ملتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾ (القلم/۳) ضرور تمہارے لئے انتہا ثواب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہوکر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری سجدہ ریزیوں کا مقصد اور میری ہرطرح کی نیازمندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالی ہے میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے ہے میں اس کے ہرحکم کے سامنے سرافگندہ ہوں اوراس کے ہرفیصلہ پرراضی اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ارشادربانی ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (الانعام/۱۶۴) آپ فرمایئے بےشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ تعالی کے لئے ہے جورب ہے سارے جہانوں کا' نہیں کوئی شریک اس کا' اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آیت میں لفظ **نُسُك** سے مراد ہرقسم کے نیک اعمال ہیں قربانی بھی اس میں داخل ہے۔۔حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلے مسلم ہونے کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اپنی امت میں سب سے پہلے آپ ﷺ' اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی دعوت سے اس شرف سے مشرف ہوئی' یا اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے کہ سب مخلوقات سے پہلے اللہ تعالی کی توحید کا عرفانِ اتم ہمارے آقاومولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوا کیونکہ ہرچیز سے پہلے حضور ﷺ کے نور کی تخلیق ہوئی اور سب سے پہلے حضور ﷺ نے ہی اپنے رب کی توحید کی شہادت دی۔ **قال قتادہ: ان**

النبی ﷺ قال کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرھم فی البعث (قرطبی) قتادہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد **انہ اول الخلق اجمع** (قرطبی) یعنی حضور ﷺ کی پیدائش سب مخلوق سے پہلے ہوئی۔

عموماً مفسرین ﴿ **وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ** ﴾ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلمین ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث **کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد** (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح وجسد کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضور ﷺ عبد کامل ہیں جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے عبودیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے۔ کوئی کلمہ گو حضور ﷺ کو معبود والہ نہیں سمجھتا اور نہ حضور ﷺ کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ اعلان کرتا ہے کہ **اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ** میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ بھی اعلان ہو رہا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿ **قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ** ﴾ (الزمر/۱۲) فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔

راہ حق میں ثابت قدم رہنے اور شمع توحید کو روشن کرنے کی تاکید میں صرف تمہیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں حضور کریم ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔

عبدیت محمدی ﷺ کا اقرار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور اشرفیت کا تاج اس کے سر پر رکھ کر اسے مقام عبدیت میں دوسروں سے ممتاز وسرفراز فرمایا ﴿لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ﴾ انسان عبدیت میں تمام مخلوق سے بلندتر درجہ پر فائز ہے اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے مقام عبدیت کا اقرار کرے کہ اس کی عبدیت دوسری تمام مخلوق کے مقابلے میں تقدم اور اولیت کے مرتبے کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تمام بنی آدم کے مقابلے میں عبد کامل کے مقام ومرتبہ پر فائز ہے اسی لئے کلمہ شہادت میں حضور ﷺ کی رسالت کے اقرار واعلان سے پہلے مقام عبدیت کے تقدم کو جزو ایمان ٹھہرایا گیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان سے پہلے آپ کی عبدیت کی شہادت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا

کرتے ہوئے دے۔ **اشهدان محمد عبده ورسوله** میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ دوران نماز حالت تشہد میں کلمہ شہادت ادا کرنے کے علاوہ یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے یعنی اپنی نبوت و رسالت کے اعلان سے پہلے اپنی عبدیت کا اقرار فرماتے۔

عبدیت کے مدراج

ایک عام انسان کی عبدیت ناقص و نامکمل رہتی ہے لیکن درجہ ماذونیت پر فائز ہوکر بتدریج ارتقاء کے نتیجے میں بندہ مقام محبوبیت سے ہمکنار ہو جاتا ہے جس کے آگے عبدیت کاملہ کی منزل آتی ہے عبدیت کاملہ کے دو مدارج ہوتے ہیں جس کے اعلیٰ درجے پر تمام حضرات انبیاء فائز ہوتے ہیں جب کہ ادنیٰ درجے میں حفظ مراتب کے لحاظ سے اولیائے کرام اور صلحائے امت شامل ہیں اس مقام تک رسائی میں مجاہدے اور مشقت و ریاضت کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک عبدیت کاملہ کے اعلیٰ و ارفع مقام کا تعلق ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ منزل اکتسابی نہیں کہ جس تک رسائی ہر کس و ناکس کو مجاہدہ و ریاضت کے ذریعہ نصیب ہو سکے بلکہ یہ سراسر عطیہ خداوندی اور انعام الٰہی کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے وہی طور پر نبوت و رسالت کے بلند منصب کے لئے منتخب فرمالیں چنانچہ حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں

رحمتہ للعالمین حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیاء کرام کا سلسلہ بنی نوع انسان کی رشد وہدیت کے لئے من جانب اللہ مامور رہااور ہمارے آقا حضور ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔ یہ تمام نفوس قدسیہ عبدیت کاملہ کے مقام رفیع سے سرفراز ہوئے۔

مقام عبدیت ورسالت

مقام عبدیت ورسالت میں گہرا ربط وتعلق کارفرما ہے حضور ﷺ کا وصف عبدیت اللہ تعالٰی کی عطا ہے جب کہ مقام رسالت آپ ﷺ پر خدائے بزرگ وبرتر کا خاص انعام اور عطیہ ہے اسی بناء پر نبی کریم ﷺ اپنے مقام عبدیت کا خصوصیت کے ساتھ سب سے پہلے ذکر فرماتے اور پھر اس کے بعد اس عظیم انعام وعطیہ خداوندی کا تذکرہ فرماتے جو بارگاہ صمدیت سے رسالت کی صورت میں آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔

عبدیت اور رسالت حضور نبی کریم ﷺ کی دو امتیازی شانیں ہیں جن کا کلمہ شہادت میں ذکر کیا گیا ہے شہادت رسالت پر شہادت عبدیت کو مقدم کرنے کا پہلا سبب یہ ہے کہ عبدیت کا تعلق کلیۃً ذات خداوندی سے ہے اور غیر اللہ سے اس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس کے برعکس رسالت کا تعلق ایک طرف براہ راست مخلوق خداوندی سے ہے تو دوسری طرف ذات خداوندی سے بھی ہے گویا رسالت اللہ تعالٰی اور بندے کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہے چونکہ عبدیت

کا مطمعِ نظر سب علائق دنیوی منقطع کر کے خالق حقیقی سے ایسا یک گونہ تعلق استوار کر لینا ہے کہ اسی کی ذات بندے کے کامل انہماک اور توجہ تام کا مرکز ومحور بن جائے اس بنا پر کلمہ شہادت میں اس کے ذکر کو اولیت دی گئی ہے اس کے باوصف منصب رسالت الوہی پیغام کو نوع انسانیت تک پہنچانے کا متقاضی ہے رسول کا کام بندگان خدا کی رشد وہدایت ہے تا کہ وہ گمراہی وضلالت کے اندھیروں سے نکل کر ایمان وایقان کے نور سے بہرہ ور ہو جائیں۔ مقام عبدیت پر جہاں توجہ الی اللہ کا رنگ غالب ہوتا ہے وہاں مقام رسالت پر توجہ الی المخلوق کی کیفیت کا اثر بغائیت درجہ گہرا رہتا ہے کیونکہ رسول کو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خلق خدا کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے منصب رسالت پر فائز کیا جاتا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مقام رسالت ایک عبد کے مقابلے میں بدرجہا اعلیٰ وارفع ہوتا ہے لیکن جہاں تک عبدیت کا تعلق ہے رسول کی ذات اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ عبودیت محکم طور پر قائم کرنے کو اولیت وترجیح دیتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ اے میرے رب میں تیرا رسول برحق ہوں اور میری رسالت تیرے گم کردہ راہ بندوں کو رشد وہدایت سے بہرہ ور کرنے کے لئے ہے لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ اول وآخر تیرہ بندہ رہوں یہی سبب تھا کہ حضور ﷺ نے کلمہ شہادت میں اپنے مقام بندگی کا خصوصیت سے پہلے ذکر فرمایا۔ مقام عبدیت کو اولیت دینے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ بنی آدم کے قلوب

واذہان میں یہ نکتہ جاگزیں کر دیا جائے کہ جب آقائے دو جہاں صاحب لولاک ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کسی فرد کو بارگاہِ صمدیت میں عظمت ورفعت کا وہ مقام حاصل نہیں ہے جو آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو حاصل ہے اور آپ ان سب عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے باوجود اپنے مقام بندگی سے دستبردار نہیں ہوئے تو اور کوئی کس قطار وشمار میں ہوسکتا ہے گویا نکتہ توحید کو قلب انسانی میں راسخ کرنے کے لئے عبدیت مصطفوی ﷺ کو اس تخصص کے ساتھ متحقق کیا گیا کہ جب معراج میں قاب قوسین کے مقام پر حضور ﷺ کی عبدیت میں سرموکوئی فرق نہیں آیا تو اور کون سی ہستی خدا کے بعد الوہیت اور معبودیت کی مستحق اور سزاوار ہوسکتی ہے۔ کلمہ شہادت میں ذکر عبدیت کے تقدم میں اسی حکمت کی کارفرمائی بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔

مقام محبوبیت

رسالت ونبوت کا ایک ایسا درجہ اور مقام بھی ہے جس پر فائز ہو کر محبوبیت کا وہ مقام نصیب ہوتا ہے جہاں بندہ محبوب کے طلب گار رضائے خداوندی ہونے کے بجائے رب تعالیٰ خود اس کی رضا کا طالب بن جاتا ہے۔ یہ ارفع اور بلندترین مقام تمام کائنات میں ابتدائے آفرینش سے تاابدالآباد صرف سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آیا جن کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿**وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى**﴾

اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (الضحی/۵)

یہ مقام محبوبیت وہ مقام ہے جہاں محبّ ومحبوب کی رضا ایک ہو جاتی ہے محبوبیت میں کمال اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ محبوب کا ہر عمل مشیت ایزدی کے سانچے میں ڈھل جائے اور دونوں کی رضا کامل ہم آہنگی اور مطابقت اختیار کر جائے محبوبیت کا بلند ترین مقام یہ بھی ہے کہ جدھر محبوب کی نگاہیں اٹھ گئیں اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے قبلہ بنادیا گیا۔ **﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾** (البقرۃ/۱۴۴) (اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ آرزو قلب انور میں تھی کہ بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنادیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسی آرزو سے آسمان کی جانب نگاہ کرنا قبلہ کی تبدیلی کا سبب بن گیا اور اس تحویل قبلہ کا حکم بارگاہ خداوندی سے فقط اس لئے نازل ہوا کہ محبوب کی رضا یہی تھی۔ گویا یہ وہ نقطہ کمال تھا جہاں محبوبیت اور مقربیت باہم متصل ہوگئیں اور محبّ ومحبوب کی رضا ایک دوسرے میں ڈھل گئی۔

شانِ عبدیت ومحبوبیت

شانِ عبدیت	شانِ محبوبیت
حضور نبی کریم ﷺ کی شان عبدیت اس درجہ کی ہے کہ ساری رات بارگاہ صمدیت میں کھڑے ہوکر مصروف عبادت رہنے کے باوجود عرض کرتے ہیں۔ **ما عبدنك حق عبادتك** میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کرسکا۔۔ **ماعرفنك حق معرفتك** میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کرسکا۔	شان محبوبیت یہ ہے کہ اللہ جل مجدہ کے حریم ناز سے جبرئیل امین اس پیغام کے ساتھ بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے ہیں۔ ﴿**طٰهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى**﴾ (طٰہٰ/۲) اے محبوب مکرم! ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔
تبلیغ ودعوت دین اور جہاد کے میدان میں دشمنوں کے ہاتھوں جسم اقدس کا لہولہان ہوجانا' فاقہ کشی کرنا' پے در پے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا غاروں میں جاکر رونا اور کثرت گریہ وزوری سے ریش مبارک کا آنسوؤں سے تر ہوجانا حضور ﷺ کے کمال عبدیت کا آئینہ دار ہے۔	حضور ﷺ محبوب رب کائنات ہیں جن کے سر پر تاج **لولاك لما** سجایا گیا۔ اس مقام محبوبیت پر حدیث قدسی دلالت کرتی ہے **لولاك لماخلقت الافلاك** (اے حبیب ﷺ) اگر آپ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ محبوبیت کے علومرتبت کا جو مقام حضور ﷺ کو نصیب ہوا وہ ابدالاباد تک آپ ہی کا حصہ ہے۔

شانِ عبدیت	شانِ محبوبیت
جب حضور ﷺ عبدیت کے تقاضوں کو کماحقہ بجالانے کے لئے بارگاہ خداوندی میں مصروف عبادت ہوتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساعتیں پھیل کر دامن قیامت تک دراز ہو جائیں۔	محبوبیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کر لے ﴿ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ﴾ (المزمل) اے چادر لپٹنے والے (پیارے حبیب ﷺ) رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اختیار دے دیا کہ چاہے نصف رات آرام فرمالیں یا نصف سے کچھ کم یا نصف سے کچھ زیادہ آپ کو اختیار رہے (تفسیر ضیاء القرآن)

شانِ عبدیت	شانِ محبوبیت
مکہ معظمہ کی ارض مقدس پر رسول مکرم ﷺ شان عبدیت کا پیکر نظر آئے۔ طواف بیت اللہ صفاومروہ کی سعی حجر اسود کا بوسہ لیتے ہوئے مقام ابراہیم پر نمازیں ادا کرتے ہوئے اور غار حرا میں کثرت گریہ وزاری کے مظاہرے ہوتے رہے۔	حضور ﷺ کی شان محبوبیت قرآن کریم کے آئینے میں دیکھیں؛ ارشاد ربانی ہے : ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (البلد/۱) مجھے اس شہر (مکہ معظمہ) کی قسم کہ اے محبوب ﷺ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ شہر مکہ مکرمہ میں اللہ تعالی کا گھر ہے صفاومروہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ہے یہ سب اپنی جگہ عزت وتکریم کی مستحق ہیں لیکن اس آیت کریمہ میں شہر مکہ مکرمہ کی اس حیثیت سے قسم اٹھائی جارہی ہے کہ اللہ تعالی کا حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ اس میں تشریف فرما ہے یہ شہر اگرچہ گوناگوں خوبیوں سے متصف ہے لیکن اس مکین ذی شان کی وجہ سے جو عزت وشرف اس کو حاصل ہوا ہے اس کی شان ہی نرالی ہے۔ حضور ﷺ کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ وبازار کو وہ حرمت ملی کہ رب تعالی نے ان کی قسم فرمائی یہ شہر اس لئے قسم کے لائق ہے کہ وہاں میرے محبوب کے تلوے لگے ہیں۔

شانِ عبدیت	شانِ محبوبیت
حضور نبی کریم ﷺ کی شان عبدیت کا تقاضا ہے کہ آپ بارگاہ ایزدی میں عاجزی تواضع اور گریہ وزاری کی کیفیت میں ڈوبے ہوئے جھکتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔	شان محبوبیت اس بات کی متقاضی ہے کہ باری تعالی آپ کو جملہ خلائق میں اٹھاتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ آپ بلندیوں اور رفعتوں کے مقام منتہا پر دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے تو نور و بشر کے سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔
شان عبدیت میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ﴾ (نمل/۴۰) بے شک میرا رب غنی ہے کریم ہے۔	شان محبوبیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ﴿اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ﴾ (الحاقۃ/۴۰) بے شک یہ قرآن رسول کریم کے ساتھ خدا کی باتیں ہیں۔
قرآن حکیم کا ارشاد ہے حضور نبی کریم ﷺ شان عبدیت سے فرماتے ہیں۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (بقرہ/۱۴۳) بے شک اللہ تعالی آدمیوں پر نہایت مہربان بے حد رحم والا ہے۔	شان محبوبیت میں اللہ تعالی اپنے محبوب ﷺ کو روف اور رحیم فرماتا ہے۔ ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (توبہ/۱۲۸) (رسول پاک ﷺ) ایمان والوں پر بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

شانِ عبدیت	شانِ محبوبیت
شان عبدیت میں حضور ﷺ خود کو بغایت درجہ جھکا جھکا کر عجز و نیاز کا پیکر اتم بنا کر پیش کرتے ہیں۔	جب اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی شان محبوبیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو وہ انھیں بلندیوں اور رفعتوں سے نوازتا ہے جہاں تک رسائی کسی فرد کے بس میں نہیں۔ جب حضور ﷺ شان محبوبیت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو خدا کی ذات آپ کو کمالات کی بلندیوں کی انتہا سے ہمکنار کرنے لگتی ہے یہاں تک کہ آپ کے مقام کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگانا بھی کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ گویا شان محبوبیت میں خدا اپنے محبوب کو بلند سے بلند تر مقامات عطا کرتا چلا جاتا ہے۔
حضور ﷺ کو شان عبدیت اس لئے عطا ہوئی کہ ہم اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کرکے اپنی زندگیوں کو سنوار لیں۔	حضور ﷺ کو شان محبوبیت سے اس لئے نوازا گیا ہے کہ ہم دنیا دار انسان آپ کی حیثیت و عظمت کو سمجھ کر اپنے عقائد درست کرسکیں۔

شانِ محبوبیت	شانِ عبدیت
حضور ﷺ کی حقیقی عظمت شان محبوبیت کی آئینہ دار ہے اس مقام پر آپ لامکان کی بلندیوں اور قاب قوسین کی رفعتوں پر سرفراز نظر آتے ہیں۔	شان عبدیت میں حضور ﷺ مجسم خلق عظیم اور تواضع وانکساری کا پیکر دکھائی دیتے ہیں۔

ذاتی اور عطائی علم غیب

شانِ عبدیت

جب مقام عبدیت درپیش ہوتا ہے تو حضور ﷺ اپنے تمام کمالات کی نفی کرتے ہوئے خود کو بارگاہ رب العزت میں جھکاتے ہیں اور ہر کمال کو اپنے مولا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

جب حضور ﷺ سے ان کے علم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو مقام عبدیت پر وہ علم کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا' علیم وخبیر ذات فقط اللہ تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (انعام/۵۹) اور غیب کی ساری کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے جو کچھ خشک وتر میں ہے۔

﴿قُلْ لَايَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل/۶۵) اے حبیب ﷺ تم فرمادو کہ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (لقمان/۳۴) بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی پانی برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل وہ کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں وہ مرے گی بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے۔

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (انعام/۵۰)

تم فرمادو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ غیب جان لیتا ہوں ۔

﴿قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ﴾ (اعراف/۱۸۸) تم فرماؤ کہ میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں خود غیب جان لیا کرتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

﴿فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ﴾ (یونس/۲۰)

تم فرماؤ کہ غیب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ (ہود/۱۲۳) اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب اور اسی کی طرف ہر چیز لوٹائی جاتی ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (فاطر)

بیشک آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے وہی دلوں کی بات جانتا ہے

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾
(سبا/۳) اللہ عالم الغیب ہے آسمانوں اور زمین میں ذرّہ بھر کوئی چیز بھی اُس سے پوشیدہ نہیں ہے۔
﴿لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ﴾ (کہف/۲۶) اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔ کیا ہی عجیب اس کا دیکھنا ہے اور کیا ہی عجیب اس کا سننا ہے۔
مذکورہ آیات اللہ تعالیٰ کے ذاتی 'ازلی وابدی اور لامحدود علم غیب کو بیان کرتی ہیں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان آپ کی شان عبدیت کو ظاہر کرتا ہے۔

شانِ محبوبیت

مقام محبوبیت میں جب حضور نبی کریم ﷺ کے علم سے متعلق یہی سوال باری تعالیٰ سے کیا جاتا ہے تو اپنے محبوب کے علم کے بارے میں قرآن حکیم کے الفاظ میں جواب یوں مرحمت ہوتا ہے:
﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ﴾ (آل عمران/۱۷۹) اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم عطا کرے' ہاں اُس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے (اللہ تعالیٰ اپنے مجتبیٰ رسول (منتخب رسول) کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ حضور ﷺ کو رسول مجتبیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ رسولوں میں آپ اللہ تعالیٰ کے منتخب رسول ہیں جب خدا نے انھیں غیب پر مطلع فرمادیا تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ خدا کی عطا سے انھیں غیب کا علم حاصل ہوگیا ہے۔ یہ شان محبوبیت ہے)
﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (نساء/۱۱۳)

اوراس نے آپ ﷺ کو وہ سب علم عطا کردیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (نحل/۸۹) اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے اور جب وہ کتاب ہی رسول پر نازل کردی گئی اور کتاب کے سارے علوم واسرار رسول کو عطا کردئے گئے تو اب کون سی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دائرہ علم وادراک سے باہر رہ گئی ہو)

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (جن/۲۷) غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(سارے رسولوں میں حضور ﷺ کی جو شان ارفع واعلیٰ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے لہٰذا حضور ﷺ کو علم غیب خاص عطا کیا گیا ہے یہ شان محبوبیت ہے)

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ (تکویر/۲۴) اور یہ نبی غیب بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ نہ صرف یہ کہ خود غیب جانتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی غیب کی بات بتاتے ہیں)

﴿اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ (رحمٰن/۴) رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا' انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا' انھیں **ماکان ومایکون** کا بیان سکھایا (یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا)۔

(رسول اللہ ﷺ کو بعطائے خداوندی ماضی اور مستقبل کی دونوں سمتوں میں غیب کا علم حاصل ہے۔ یہ شان محبوبیت ہے) صاحب لولاک سید المرسلین

رحمۃ للعالمین ﷺ اپنی شانِ محبوبیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

☆ **انما انا قاسم والله يعطى** (صحیح البخاری) بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے۔

(حضور ﷺ بعطائے خداوندی انعامات تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ انعامات اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿**إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ**﴾ بیشک ہم نے آپ کو کوثر (بے حد و بے حساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

☆ **الكرامت والمفاتيح يومئذ بيدى** (مشکوٰۃ المصابیح) اس قیامت کے روز کرامت اور تمام خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوگی۔

☆ **اوتيت مفاتيح خزائن الارض** (مشکوٰۃ المصابیح) مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

☆ **انا قائد المرسلين ولا فخر و انا خاتم النبين ولا فخر وانا شافع واول مشفع ولا فخر** (سنن الدارمی) میں تمام نبیوں کا قائد ہوں لیکن کوئی فخر نہیں ہے میں خاتم النبین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے میں شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت قبول ہونے والی ہے لیکن کوئی فخر نہیں۔

☆ **انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدهم اذا وفدوا و انا خطيبهم اذا انصتوا وانا مشفعهم اذا جسوا وانا مبشرهم اذا ايسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى ولواء الحمد يومئذ بيدى وانا اكرم ولد ادم على ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون أولؤلو منشور** (سنن الدارمی، الجامع الترمذی، کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

روزمحشر مجھے تمام لوگوں سے پہلے اٹھایا جائے گا اور میں تمام لوگوں کے وفود کا قائد ہوں گا اور جب سب خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ مشکل میں پھنسے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ ناامید ہوں گے میں انہیں بشارت دوں گا۔ تمام کرامتیں اور (خدائی خزانوں) کی چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لوائے حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا مجھے میرے رب کی قسم میں بنی آدم میں سے افضل پیدا کیا گیا ہوں اور میرے اردگرد ایک ہزار خدام طواف کرتے ہوں گے وہ ایسے ہوں گے جیسے سفید موتی یا چمکتے ہوئے درمنثور۔

☆ **اعلیٰ درجة فی الجنة لا ینالها الا رجل واحد وأرجو أن اکون انا هو.** (مشکوٰۃ المصابیح، الجامع الترمذی) جنت میں ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے جہاں کسی کی رسائی نہ ہوگی مگر ایک ہستی کی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا۔

☆ **اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر** (الجامع الترمذی، کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ) جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیوں کا امام ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کروں گا بغیر فخر کے

شانِ عبدیت

مقامِ عبدیت پر حضور ﷺ اپنے آپ کو پیکر عجز و نیاز اور ادنیٰ و بے کس بندہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی امتی کو حق نہیں پہنچتا کہ سید عالم ﷺ کے غایت درجہ عجز و نیاز تواضع و انکسار اور خشوع و خضوع کے پیش نظر آپ کے مقام رسالت کا تعین کرنے لگے اور آپ ﷺ کے مظاہر بندگی سے دھوکا کھا کر آپ کے معیار رسالت کو

ایک عام بشر کے درجے پر لے آئے حضور ﷺ کے بارے میں ایسے سطحی اور کمتر خیالات کو دل میں جگہ دینا متاع ایمان کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔

حضور ﷺ کے مقام عبدیت کو ایک سادہ فہم مثال سے ذہن نشین کیا جاسکتا ہے فرض کیجئے کوئی باپ اپنے باشعور بالغ بچوں کے سامنے اپنے بوڑھے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی مودب اور متواضع انداز اختیار کئے رہتا ہے اس کے پاؤں دباتا ہے جوتے سیدھے کرتا ہے اور اس کی خدمت گزاری اور ناز برداری میں کوئی کسر اٹھائے نہیں رکھتا تو کیا اس کے بچوں کے لئے اپنے باپ کو خادم کا درجہ دینا روا ہوگا۔ اگر بچوں کی تربیت صحیح نہج پر ہوئی ہے تو وہ اپنے باپ کی اس تواضع اور خدمت گزاری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے لائق تقلید سمجھیں گے۔ اسی طرح ایک استاد کا اپنے شاگردوں کے سامنے اپنے سن رسیدہ استاد کی خدمت اور تعظیم وتکریم کرنا بھی اپنے شاگردوں کے دل میں استاد کی قدر ومنزلت بڑھانے اور استاد کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

اسی تمثیل سے حضرات انبیاء اور آقائے نامدار ﷺ کی عبادت گزاری اور اظہار عجز و نیاز کو دیکھ کر کسی امتی کا ان کی شان کے منافی سوءادب کے کلمات زبان پر لانا اس کے ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

بندگان خدا عبدیت کے ارتقائی مدارج طے کر کے جب کمال حاصل کرتے ہیں تو انھیں مقام شکر تک رسائی نصیب ہوتی ہے جس پر انھیں بارگاہ ایزدی سے یہ خوشخبری سنائی جاتی ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم/۱۴) اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا۔

شکر بجالانا اللہ تعالی کے انعامات کے مزید دروازے کھول دینے کا موجب بنتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **وما تواضع احد لله الا رفعه الله** (صحیح مسلم)

جواللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس (کے مراتب) کو بلند کر دیتا ہے۔

حضور ﷺ کے اس قول مبارکہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بندہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اس کے درجات بلند سے بلند تر کر دیے جاتے ہیں۔

اس تمہید اور گفتگو کا حاصل یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ مقام عبدیت پر جو کچھ اپنی ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب فرماتے ہیں وہ فقط آپ کا حق ہے اور کسی کے لئے روا نہیں کہ وہ چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ان ہی کلمات کو اپنی زبان پر لائے۔

جو حضور ﷺ نے اپنی نسبت اظہار بندگی کے طور پر ادا فرمائے تھے۔ یہ حق کسی کو حاصل نہیں کہ وہ مقام عبدیت پر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کے پیمانے پر آپ کے مقام و مرتبہ کو ناپنے لگے۔

مقام بندگی کے مظہر کلمات عجز و نیاز کی بنیاد پر حضور ﷺ کی پیغمبرانہ عظمت کا تعین کرنا اہل ایمان کا حق نہیں بلکہ ان کا شیوہ تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ سرکار رسالت سید المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کا ذکر باری تعالیٰ کے نوازے ہوئے القابات رحمۃ للعالمین حامل فضل عظیم صاحب خلق عظیم صاحب قاب قوسین مالک حوض کوثر امام المرسلین اور صاحب حق مبین جیسے قرآن حکیم میں فرمائے ہوئے القابات توصیفی انداز میں بیان کرے۔

شانِ محبوبیت

مقامِ محبوبیت پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضور ﷺ کی ذات گرامی کو ان توصیفی کلمات سے روشناس کراتے ہوئے اپنی ساری نعمتیں اپنے محبوب کی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾ (فتح/۲۹)

(جانِ عالم) محمد رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے۔ یہ اُن کی صفت تورات میں ہے اور اُن کی صفت انجیل میں بھی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبہ۹/۳۳، الصف۶۱/۹) وہی (قادرِ مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر، اگرچہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مشرکوں کو۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (الفتح۴۸/۲۸) وہی (قادرِ مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر، اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب۳۳/۴۶) اے نبی مکرم: ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سُنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کردینے والا (ضیاء القرآن)

اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاظر و ناظر خوش خبری دیتا اور ڈر سُناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بُلانے والا اور چمکانے والا چراغ۔ (کنز الایمان)

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (فرقان/۱) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عبد خاص پر قرآن اُتارا جو سارے جہانوں کے لئے نذیر ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سبا۳۴/۲۸) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ) بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے، گراں گزرتا ہے اُس پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (ال عمران)

یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا اُن میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنّت (کتاب وحکمت) اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴾ (الجمعۃ)

وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمّیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سُناتا ہے، انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۗ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح ۴۸/۹) بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر وناظر اور خوشی وڈر سُناتا، کہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو، اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو (کنزالایمان)

بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سُنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا، تاکہ (اے لوگو) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور تاکہ تم اُن کی مدد کرو اور دل سے اُن کی تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام (ضیاء القرآن)

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (اعراف/۱۵۸)

تم فرماؤ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بنکر آیا) ہوں۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سبا ۳۴/۲۸)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ﴾ (یٰس/۴) یٰس ہے حکمت والے قرآن کی' بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو (وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اللہ سے ڈرو' اللہ تعالی تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہے' تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے' اور اُن کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ یہ لوگ جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز پست کرتے ہیں (اپنی فطری آواز کو دباتے ہیں' جس کو اُبھارنے کی طاقت ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ جس کو بڑھانے کی استعداد ہے اس کو دبا رہے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالی نے تقوے کے لئے چُن لیا ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (حجرات/۴)

بیشک جولوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس خود تشریف لاتے تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ (انفال/۲۴) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے پکارنے پر حاضر ہوجاو جب رسول تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (بقر/۱۰۴) اے ایمان والو (دوران گفتگو نبی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے) راعنا مت کہا کرو بلکہ یوں عرض کیا کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے نبی کے ارشادات خوب غور سے سنا کرو۔ اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (النور) رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (مجادلہ/۱۲) اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں اس کی مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (الحدید/۳) وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدراج النبوت کے خطبہ میں ارشادفرمایا۔
یہ آیت کریمہ حمدالٰہی بھی ہے اور نعت مصطفی ﷺ بھی۔ یہ ساری صفات اللہ تعالیٰ
کی ذاتی اور حضور ﷺ کی عطائی ہیں)

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران/۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہوتو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ
تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء۴/۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء۴/۱۷۴) اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح
دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نُور اُتارا۔

﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (البقرۃ)

بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر۔

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء۲۱/۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب/۷)

نبی مومنوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ
مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر اور جانوں کے مالک ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾

اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہ دے گا کیونکہ آپ ان میں ہیں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ﴾

اے لوگو! تحقیق آ گیا ہے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے، پس تم ایمان لاؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدہ/۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (الفرقان ۲۵/۵۶)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شان محبوبیت میں یہ چند آیات کریمہ پیش کی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخیر تک نعت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

مُحبّتِ رَسُول

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روحِ ایمان بھی
مہبطِ وحیِ آیات بھی اور قرآن بھی، روحِ قرآن بھی
نور و بشری کا یہ امتزاج حسین جیسے انگشتری میں چمکتا نگیں
عالمِ نور میں نورِ رحمٰن بھی، عالمِ انس میں پیکِ انسان بھی
مجھ سے مت پوچھ معراج کا واقعہ ہے مشیت کے رازوں کا اک سلسلہ
دل کو اُن کی رسائی پہ ایمان بھی، عقل ایسی رسائی پہ حیران بھی
کیا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا، رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ
دل کو انکی شفاعت پہ ایمان بھی، عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی
ہو ترا مثل کوئی کبھی اور کہیں، رب نے رکھا نہیں اسکا امکان بھی

شانِ محبوبیت اور سنت الٰہی

انبیاء و مرسلین کے درمیان حضور سید المرسلین ﷺ کی شان محبوبیت امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ دیگر انبیاء کو اپنی امت کے اعتراضات کا جواب خود دینا پڑا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے خود اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

کفار کے اعتراضات

اور

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے جواب

(۱) کفار مکہ نے کہا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴾ (حجر/۶)

اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے تم یقیناً مجنون ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

﴿ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴾ (قلم/۲)

آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

(۲) کفار مکہ نے مسلمانوں سے کہا:

﴿ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴾ (فرقان/۸)

تم ایسے شخص کی پیروی کرتے ہوئے جس پر جادو ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ ضَرَبُوۡا لَكَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَبِيۡلًا ﴾

(فرقان/۹) اے محبوب ذرا دیکھو کہ کیسی باتیں یہ تمہارے متعلق کہہ رہے ہیں یہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ اب ہدایت کی کوئی راہ ان پر نہیں کھل سکتی۔

(۳) کفارِ مکہ نے قرآن کی بابت کہا:

﴿لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ (انفال/۳۱)

اگر ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے۔ یہ تو صرف اگلوں کے قصے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل/۸۸)

اے محبوب تم فرمادو کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل کچھ بنا کر لے آئیں تو اس کا مثل وہ ہرگز نہیں لاسکیں گے اگر چہ سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔

(۴) کفارِ مکہ نے کہا:

﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ﴾ (فرقان/۷)

یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ﴾ (فرقان/۲۰) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔

(۵) کفارِ مکہ نے کہا:

﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ (رعد/۴۳) (اے محمد ﷺ) تم رسول نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔

﴿یٰسٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ﴾ (یٰس/۴) یٰس۔ قسم ہے حکمت والے قرآن کی' بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

(۶) کفارِ مکہ نے کہا:

﴿اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل/۹۴)

کیا اللہ تعالیٰ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

﴿قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل/۹۵)

اے محبوب تم فرمادو کہ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتہ اتارتے۔

نزولِ قرآن اور شانِ عبدیت

حضور ﷺ چونکہ کمالِ عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے آپ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص وکمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر حضور ﷺ کو عبد ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

سب سے بڑی نعمت و دولت قرآن حکیم کی تنزیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (فرقان/۱) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عبد خاص پر قرآن اُتارا جو سارے جہانوں کے لئے نذیر ہے۔

بڑی (خیرو) برکت والا ہے۔ وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تا کہ وہ بن جائے سارے جہاں والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا (ضیاء القرآن)

اس آیت کا ترجمہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ کیا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو (کنز الایمان)

حضور محمد مصطفےٰ ﷺ اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور ﷺ کیطرف جاتا ہے خیال رہے کہ عبد اور عبدہ میں بڑا فرق ہے عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔عبدہ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالےٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو حضور ﷺ بے نظیر بندے ہیں ﷺ (نور العرفان)

قرآن کا نزول اس عبد کامل پر ہوا جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے عبودیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے اور اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب ترین اور اکمل ترین بندہ سارے جہانوں کو اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے خوفناک انجام سے بروقت متنبہ فرمادے۔

للعالمین کے لفظ سے واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کی نبوت و رسالت سارے جہانوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا حضور ﷺ کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔

سورۃ کہف میں فرمایا گیا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾

(الکہف/۱) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے (محبوب) بندے پر یہ کتاب اور نہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی (اور معاش ومعاد کو) درست کرنیوالی ہے (ضیاء القرآن)

سب ستائشیں اُسی ذاتِ بے ہمتا کو زیبا ہیں جس نے اپنے محبوب بندے پر یہ کتاب نازل فرما کر انسانیت کی شب دیجور کو صبح نور سے آشنا کیا ہے۔ عبدہٗ سے مراد صاحب قرآن اور الکتاب سے مُراد قرآن کریم ہے۔ عبدہٗ میں کوئی التباس نہیں۔ کیونکہ مقامِ عبدیت کاملہ پر صرف یہی ذات بابرکات فائز ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی صفت میں اوج کمال پر پہنچتی ہے تو جب اس صفت کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مُراد وہی موصوف ہوگا۔

جس کسی کو عبدیت کا جتنا کچھ عرفان نصیب ہوا اسی کے طفیل ہوا۔

تمام انبیاء حضور ﷺ کے بحرِ کرم سے چلّو بھر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے ابرِ رحمت سے ہونٹ تر کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جس کا ظاہر و باطن مکمل ہے۔ پھر کائنات کے خالق نے اس سراپاحُسن وخوبی کو اپنا حبیب منتخب فرمایا ہے۔

اسی طرح جب الکتاب کہا جائے گا تو فوراً ذہن اس صحیفہ کاملہ اور نسخہ کیمیا کی طرف منتقل ہوگا جو قرآن کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح صاحب کتاب اپنی شانِ عبدیت اور مقامِ بندگی میں بے نظیر ہے اسی طرح یہ کتاب بھی بے عدیل ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔

تمام تعریفیں، حمد ہوں یا ثنا، تسبیح ہو یا تقدیس، ابدی، ازلی، قدیمی، حدثی، استمراری، استقراری، باقی، عارضی ۔۔ سب اسی اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے عظیم کرم رحمت شفقت انعام اعلام احسان فرماتے ہوئے اس معراج پر چڑھنے والے عبدہ اپنے ایسے عظیم بندے پر نیچے اتار کر نازل فرمائی ایک قدیمی کتاب ۔ وہ بندہ جس کی شان عرش فرش لامکان پر عبدہ ہے وہ عبد جس کی عبدیت اوج کمال پر ہے جس کی عبدیت کے لئے کسی جہت سمت مکان وزمان وقت وساعات مسجد و مدرسہ خانقاہ مزارات کی قید نہیں، جس کی عبدیت نے ساری زمین کو مسجد اور ساری شریعت کو عالمگیر مصلی بنا دیا ۔ ایسے بندے پر وہ عظیم کلام نازل فرمایا جو ازل قدیم سے کتاب ملکوتی وقانون جبروتی ہے ۔

معراج عبدیت کی شان ہے کہ عبد بلندی پر پہنچا اور نزول کتاب نورانیت کی شان ہے ۔

نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالی کے عبد ہیں اور تمام مخلوق بھی بندے، مگر فرق یہ ہے نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے عبد مطلق ہیں اور باقی تمام عبد مقید ہیں ۔ عبد مطلق کسی کا محتاج نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالی کے، لیکن عبد مقید عبد مطلق کا محتاج ہوتا ہے یہ فائدہ عبدہ فرمانے سے حاصل ہوا ۔ اس لئے کہ عبد مطلق عبد حقیقی ہوتا ہے اور عبد حقیقی عبد کامل بن کر محبوبیت کے مقام پر قائم ہو جاتا ہے محبوب کو کسی غیر کا محتاج نہیں چھوڑا جاتا ۔ (تفسیر نعیمی)

سورۂ الحدید میں بھی حضور ﷺ کو عبدہ کے خصوصی لقب سے یاد فرمایا گیا۔

﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الحدید/۹) وہی ہے جو نازل فرمارہا ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے) اندھریوں سے (ایمان کے) نور کی طرف۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا' ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

معراج عبدیت

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾ (بنی اسرائیل/۱)

(ہر عجز و ناتوانی سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب بندے کو سیر کرائی۔

حضور ﷺ کا عظیم الشان معجزہ واقعہ معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد الحرام (کعبہ اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی سیر کرایا اور وہاں سے ساتوں آسمان کا طویل سفر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور آیات بینات دکھائیں نشانیوں کی تفصیلات میں انبیاء سابقین سے ملاقات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء وسابقین کی امامت ملاء اعلیٰ کے فرشتوں سے ہمکلامی آسمانوں کے عجائب وغرائب کا معائنہ جنت و دوزخ کی سیر' سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اعظم کا مشاہدہ اور سب سے بڑھ کر لامکان تک عروج اور ذات کبریا کا دیدار یہ ساری چیزیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

حضور ﷺ کا ذکر ﴿بِعَبْدِهٖ﴾ بندے خاص کے لفظ سے فرمایا ہے۔ جس کی متعدد حکمتیں ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی بے مثل رفعت شان اور علومرتبت کو دیکھ کر امت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس طرح عیسائی کمالات عیسوی کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں مقام ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: **بم اشرفك يامحمد** اے سراپا حمد وستائش۔ آج میں تجھے کس لقب سے سرفراز کروں تو حضور ﷺ نے جواباً عرض کی **بنسبتي اليك بالعبودية** مجھے اپنا بندہ کہنے کی نسبت سے شرف فرما۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر معراج کے وقت اسی لقب کا ذکر فرمایا جو اس کے حبیب نے اپنے لئے خود پسند فرمایا تھا۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

معراج کے بیان میں عبدہ فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمادیا کہ باوجود اس قرب عظیم کے جو شب معراج میں میرے حبیب ﷺ کو حاصل ہوا وہ میرے عبد ہی ہیں معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ کی عبد ہے لیکن جس کو تمام عباد کاملین میں سب سے زیادہ کامل اور عبد اکمل کہا جا سکے وہ وہی ہے جسے عبدہ سے تعبیر فرمایا ہے عبدہ کے معنی ہیں اللہ کا بندہ اور اللہ کی بندگی کا سب سے بڑا کمال اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی نزدیکی ہے اسراء اور معراج میں اس عبد مقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا جو قرب نصیب ہوا اور مرتبہ قاب قوسین کی نزدیکی حاصل ہوئی وہ اولین وآخرین میں سے آج تک نہ تو کسی کو حاصل ہوئی ہے نہ ہوگی اور نہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے جملہ عباد میں عبد کامل صرف عبدہ ہے (معراج النبی ﷺ۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ)

حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں شان رسالت سے تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شان عبدیت سے حاضر ہوئے اس لئے یہاں عبدہ فرمایا۔

نبی کریم ﷺ روف رحیم کے ہزار لقب اور صفاتی نام ہیں مگر آج **رسولہ' حبیبہ' مزمل' مدثر' یٰسٓ' طٰہ** نہیں فرمایا بلکہ' عبدہ' فرمایا۔ یہ اس لئے کہ رسول نبی وغیرہ قانونی اور عہدے کے نام ہیں وہ دفتر اور دربار میں بولے جاتے ہیں لیکن آج تو اپنے گھر روانگی ہے لہذا گھریلو لقب بولا گیا۔ یا اس لئے کہ بندوں کے پاس گئے تو رسول نبی رحمت عالمین بن کر گئے آج اپنے رب کے پاس آرہے ہیں لہذا یہی لفظ مناسب یا اس لئے کہ اے کائنات والو تم ہمارے حبیب کو پکارو تو آقا مولی یارسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو ۔۔ ہم پکاریں تو

﴿بِعَبْدِهٖ﴾

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان تک گئے تو نصاریٰ نے ابن اللہ کہنا شروع کردیا۔ احمد مجتبیٰ حضور ﷺ تو لوح وقلم سے آگے نکل گئے ۔کہیں یہ دیکھ کر کوئی گمراہ نہ ہو جائے اس لئے فرمایا ﴿بِعَبْدِهٖ﴾ کہ عروج خواہ کتنا ہی ہو مگر عبدیت کا تاج پہنے ہی رہے ۔ یا اس لئے کہ عبد تو ساری کائنات ہے مگر عبدہ یعنی بندے خاص صرف محمد ﷺ ہی ہیں۔

حضور ﷺ جب معراج سے سرفراز فرمائے گے تو شب اسریٰ عالم بشریت کے جملہ کمالات بیت المقدس پر تمام ہو گئے ۔ اور عالم نورانیت کے مقامات وکمالات سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھٹھک کر رہ گئے ۔لیکن پیکر محمدی ﷺ اپنے

تمام تر جلوؤں کے ساتھ قاب قوسین پر حاوی ہوگیا۔ یہ شان' شان عبدیت ہے جس کی ہمسری بشریت اور نورانیت مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ کی عبدیت ان الفاظ سے ظاہر ہے ﴿فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی﴾ (النجم/۱۰) پس اللہ تعالی نے اپنے بندہ خاص کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی (جو اللہ تعالی نے چاہا وحی فرمائی)

جس کی حقیقی معرفت تک رسائی نہ عالم بشریت کا کوئی فرد حاصل کر سکتا ہے اور نہ عالم نورانیت میں کسی کو اس کی کامل معرفت نصیب ہو سکتی ہے۔

عقیدہ توحید

اور

جشن میلاد النبی ﷺ کا باہمی تعلق

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھا مُردوں کو زندہ کرتے دیکھا' کوڑھیوں کو شفایاب کرتے دیکھا' مادرزاد نابینے کو صحتمند اور توانا کرتے دیکھا' دوسرے معجزات اور تصرفات کو دیکھا' ان کمالات کو دیکھ کر اپنے نبی کو خدا بنا بیٹھے' ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات' معجزات مصطفوی ﷺ کا درجہ نہیں رکھتے۔ حضور ﷺ کے معجزات تو عام

انبیاءعلیہم السلام کے معجزات پر حاوی ہیں۔ پہلے امتوں نے اپنے انبیاءعلیہم السلام کے کمالات کو دیکھ کر ان کی نسبت خدائی کا دعویٰ کر دیا۔

امت مصطفوی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فیض ہے کہ اس نے اس امت کو یہ شعور عطا کیا کہ تم قیامت تک ربیع الاول کے مہینے میں اپنے نبی کی ولادت کو مناتے رہنا تا کہ ڈنکا بجتا رہے کہ اس نبی کی امت اس کو خدا نہیں بلکہ پیدا ہونے والا اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ نبی مانتی ہے اور جو پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا۔ تو گویا میلاد مصطفیٰ ﷺ کا منانا حضور ﷺ کی نسبت خدا نہ ہونے کا اعلان کرنا ہے۔ نصاریٰ کے برعکس امت مسلمہ کا یہ عمل دراصل حضور ﷺ کی نسبت ہر شرک کے تصور کو توڑ کر پاش پاش کرنے کے مترادف ہے جب کہ میلاد نہ منانے میں شرک کا شائبہ ہوسکتا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ولادت کو کیوں نہیں منا رہا ہے؟۔۔۔ کہیں یہ تو نہیں سمجھتا کہ حضور ﷺ پیدا نہیں ہوئے !۔۔ تو ثابت ہوا کہ ولادت کا نسخہ شرک کو قطع کرنے کا نسخہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حضور ﷺ کے کمالات و امتیازات عظمت و رفعت اعلیٰ و ارفع مقام اور خصائص کے باوجود آپ کو معبود و الہ نہیں سمجھتی اور نہ ہی حضور ﷺ کی عبادت کرتی ہے بلکہ جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہوئے توحید کے پرچم لہراتی ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ سے شرک کے شبہات ختم ہوتے ہیں اور توحید الٰہی کا اعلان ہوتا ہے۔

یقینا جشن میلاد النبی ﷺ عین توحید ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ سے حضور ﷺ کی عبدیت کا اظہار ہوتا ہے ...... معبود یا الہ کی میلاد نہیں ہوتی ہے۔

جس کی میلاد ہوتی ہے وہ عبد کہلاتا ہے ...... حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندہ خاص ہیں۔ جشن میلاد النبی ﷺ میں اس بات کا بیان ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی میلاد مبارک ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ مکہ معظمہ میں ہوئی' والدہ سیدہ آمنہ' والد حضرت عبداللہ اور دادا حضرت عبدالمطلب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات زمان و مکان سے پاک ہے۔ وہ یکتا ہے' کسی کا محتاج نہیں' سب سے بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا ہے' اور نہ ہی وہ جنا گیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا امتی ہر نماز میں کئی بار اعلان کرتا ہے کہ ﴿**اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له' واشهد ان محمدا عبده' ورسوله**﴾ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

اللہ کی سَر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان' وہ انسان ہے یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اگر خموش رہو میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِيْن

وَصَل اللّٰه تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

ہماری مطبوعات

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی قدس سرہٗ

☆ رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات ☆ عرش بر فرش

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

☆ اسلام کا تصورالٰہ اور مودودی صاحب ☆ اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب
☆دین اور اقامت دین ☆ محبت رسول روح ایمان ☆ امام احمد رضا اور اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ
☆محبت رسول شرط ایمان ☆محبت اہلبیت رسول ﷺ ☆حقیقت نور محمدی ﷺ ☆رحمت عالم ﷺ
☆فضیلت رسول ﷺ ☆ شعائراللہ کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ☆ النبی الامی ﷺ (علم مصطفےٰ ﷺ)

صاحب تفسیر ضیاء القرآن علامہ محمد پیر کرم شاہ ازہری

☆ سیدنا امام حسین اور یزید ☆ سیدنا علی اور خلفائے راشدین ☆ شیعوں کے گیارہ اعتراضات

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

☆ عورتوں کی نماز ☆صحیح طریقہ غسل ☆ جادو کا قرآنی علاج ☆ نماز جنازہ کا طریقہ
☆ احکام میت ☆ طریقہ فاتحہ ☆قربانی اور عقیقہ ☆آیات شفاء ☆ عقائد نظامیہ و دیوبند

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

☆ حقیقت شرک ☆ سنت و بدعت ☆ عورتوں کا حج وعمرہ ☆اہلحدیث اور شیعہ مذہب
☆ روحانی علاج ☆ گناہ اور عذاب الٰہی ☆ اسلامی نام ☆ مغفرت الٰہی بوسیلۂ النبی
☆ جماعت اہلحدیث کا فریب ☆جماعت اہلحدیث کا نیا دین ☆بعثت نبوی ﷺ ☆ توبہ و استغفار
☆ شان رسالت ﷺ ☆ظہور آفتاب رسالت ﷺ ☆ شیطانی وسواس کا علاج ☆معارف اسم محمد ﷺ
☆اللہ تعالیٰ کی کبریائی ☆فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ☆عبدیت مصطفیٰ ﷺ
☆ زیور آخرت (عورتوں کے خصوصی مسائل کا خزانہ) ☆ قصص المنافقین من آیات القرآن
ہماری دیگر مطبوعات: ☆تصور بدعت ☆ فتاویٰ نظامیہ ☆ تبلیغی جماعت ☆علم غیب
☆ عرس کیا ہے؟ ☆ The Excellences of Durood Shareef
☆ قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی ☆ بینک انٹریسٹ اور لائف انشورنس کی شرعی حیثیت

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد - اے پی